Iḥyā ʾal ʿulūm, Vol.:21, Issue: 02,July-Dec 2021
PP: 101-116

OPEN ACCESS
Iḥyā ʾal ʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

مختلف الحدیث میں ترجیح :امام شافعی اور طحاوی کے مناہج کا تقابل ، تجزیاتی مطالعہ

Comparative Analysis of al-Shāfiʿs and al-Tahawī's Methodologies Regarding Preference in Contradictory Ḥadīth

Dr. Muhammad Waris Ali
Assistant Prof. Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

DOI: (https://doi.org/10.46568/ihya.v21i2.104)

Abstract

Al-Shāfiʿī(d204/820) and al-Ṭaḥāwī(d321/933) have contributed in resolving Contradiction of Ḥadīth. Al-Shāfiʿī has compiled Ikhtilāf-al-Ḥadīth and al-Ṭaḥāwī has written Sharaḥ M'āni al-Athār in this particular field. Al-Shāfiʿī is the founder of Shāfiʿī Fiqh and al-Ṭaḥāwī is the representative of Ḥanfi school of thought. The objective of the research is to compare and analyze the approaches of the both scholars in giving the preference to resolve the contradiction in Ḥadīths. This study focuses the methodologies of both the scholars with examples taken from their books. They have solved many issues by giving preference to one Ḥadīth on the other. They differed on some issues with each other as al-Shāfiʿī has given preference to the Ḥadīth reported by ibn-us-Ṣimmah over Ḥadīth of Ammar ibn Yasir but al-Ṭaḥāwī resolved the contradiction with abrogation. It can be concluded that both the muslim theologians have different point of view in resolving some of the issues that have different reports in the Ḥadīth sources.

Keywords: *Islam, Ḥadīth, Contradiction, al-Shāfiʿī, al-Ṭaḥāwī, Preference*

اللہ تعالی کا کلام قرآن مجید اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک نبوت کے نور کی روشنی سے رہنمائی نہ لی جائے اس کے لئے احادیث نبویہ کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن ذخیرہ احادیث ایسی روایات پر بھی مشتمل ہے جو ایک دوسرے کی مخالف اور متضاد نظر آتی ہیں اہل علم نے ایسی روایات کو موضوع بحث بنایا ہے اور ان کے تضاد کو دور کرنے کی سعی کی ہے۔

جب ایک ہی چیز کے بارے میں دو مختلف احادیث بیان کی گئی ہوں اور ان میں تطبیق یا ان میں سے کسی ایک کے رد کرنے کا امکان بھی موجود ہو تو اسے مختلف الحدیث کہتے ہیں۔ تاہم اہل علم نے اس کی تعریف ہیں کچھ اختلاف بھ ظاہر کیا ہے یعنی بعض اس اختلاف کو ظاہری اختلاف قرار دیتے ہیں اور بعض دیگر اسے حقیقی اختلاف کہتے ہیں اس ضمن میں ان کی آراء پر مشتمل الگ تحقیق

CC BY

موجود ہے لیکن اس مقالہ میں صرف اس مختلف الحدیث کے اختلاف کو ترجیح کے ذریعے حل کرنے میں امام شافعی اور طحاوی کی کاوشوں پر بحث کی گئی ہے۔ علم مختلف الحدیث میں امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام میں اختلاف الحدیث کے عنوان سے بحث کی ہے جس میں متضاد روایات کے اختلاف کو تطبیق، ترجیح اور نسخ کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں اس بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے اور نسخ، ترجیح اور تطبیق کے ذریعے احادیث کے اختلاف کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ علم مختلف الحدیث پر دیگر متقدمین اہل علم نے بھی کام کیا ہے جن میں ابن قتیبہ کی تاویل مختلف الحدیث اہم مقام رکھتی لیکن امام شافعی اور طحاوی کا کام سب سے منفرد اور ابتدائی دور سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس مقالہ میں ان دونوں اہل علم کی کتب سے امثلہ ذکر کر کے بحث کی گئی ہے اور ان دونوں اہل علم کے مناہج کا تقابل کیا گیا ہے اور اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ مختلف الحدیث میں ترجیح کے اصول کو استعمال کرتے ہوئے ان کا اسلوب اور منہج کیا ہے اور کس حد تک یہ ایک دوسرے سے اتفاق رکھتے ہیں اور کن معاملات میں اختلاف، اس کے علاوہ اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟ اس سلسلے میں چار مسائل کا انتخاب کیا گیا ہے اور اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ ان کے بارے میں موجود مختلف روایات کے اختلاف کو انہوں نے کس طرح دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں طریقہ تیمّم، کلمات تشہد، حالت احرام میں نکاح کرنا اور میت پر رونے سے میت پر عذاب ہونا شامل ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

طریقہ تیمّم میں وجہ ترجیح:

امام شافعی رحمہ اللہ نبی ﷺ سے تیمّم کا طریقہ دو مختلف روایات کے ذریعے بیان کرتے ہیں اور پھر اس پر ممکنہ طور پر اختلاف کو دور کرنے کے مختلف اصول استعمال کرتے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں تیمّم کا جو طریقہ بیان ہوا اس میں کندھوں تک بازوؤں کا مٹی سے مسح کرنا ثابت ہوتا ہے (۱) اور دوسری روایت حضرت ابن صمہ رضی اللہ عنہ (۲) سے ہے جس میں صرف چہرے اور بازوؤں کا ذکر ہے (۳)۔ امام شافعی رحمہ اللہ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے پہلے ان میں ناسخ اور منسوخ ہونے کا ذکر کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں وَلَوْ كَانَ حَدِيثُ ابْنُ الصِّمَّةِ مُخَالِفًا حَدِيثَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ غَيْرَ بَيِّنٍ أَنَّهُ نَسَخَهُ، كَانَ حَدِيثُ ابْنُ الصِّمَّةِ أَوْلَاهُمَا أَنْ يُؤْخَذَ بِهِ (۴) اور اگر ابن صمہ کی حدیث جو حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے مخالف ہے کے بارے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہ اسے منسوخ کرتی ہے تو ابن صمہ رضی اللہ عنہ کی روایت قابل ترجیح ہے۔

گویا نسخ کے ثابت نہ ہونے کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ، ابن صمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہیں اور پھر اس کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وضوء میں چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنے کا حکم دیا ہے پھر تیمّم میں سر اور پاؤں کو چھوڑ دیا اور چہرے اور ہاتھوں پر تیمّم کا حکم دے دیا اور یدین کا اطلاق ہتھیلیوں اور بازوؤں کے علاوہ کہنیوں پر بھی ہوتا ہے۔ دوسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کی ایک اور روایت ان کی اس اپنی روایت کے خلاف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے اور ہتھیلیوں پر تیمّم کرنے کا حکم دیا (۵)

گویا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ایک طرف آیت تیمّم کے موقع پر اپنا تیمّم کرتے ہوئے مناکب کا لفظ استعمال کر رہے ہیں اور دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چہرے اور ہتھیلیوں پر تیمّم بیان کر رہے ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر نزول آیت تیمّم کے وقت کئے جانے والے تیمّم کو حضرت عمار بن یاسر منسوخ نہیں سمجھتے تو ان کی روایت اپنے عمل کے خلاف ثابت ہو رہی ہے گویا اس روایت میں اختلاف پایا جا رہا ہے دوسری طرف اس کے مقابلہ میں جو روایت ہے اس میں اختلاف نہ ہونے کی وجہ سے اسے ترجیح حاصل ہو گی اس کے علاوہ اس روایت کو قرآنی آیت سے موافقت بھی حاصل ہے (٦)

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی اختلافی روایت پر بغیر اختلاف والی روایت کو قابل ترجیح قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے فاولی ان یوخذ بہا کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

امام طحاوی کا نقطہ نظر:

تیمّم کے بارے میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو امام طحاوی رحمہ اللہ بیان کرنے کے بعد مختلف سندوں سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اس حوالے سے اپنا موقف یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے جو روایت آیت تیمّم کے نزول کے موقع پر مناکب تک تیمّم کرنے کی بیان کی ہے اس میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ ابھی آیت تیمّم پوری نازل نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے تیمّم کر لیا اور نماز پڑھ لی پھر بعد میں بقیہ آیت تیمّم نازل ہوئی جس میں تیمّم کا تفصیلی بیان ہے جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے تیمّم کیا اس وقت آیت کا صرف یہ حصہ نازل ہوا تھا {فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا} (۷) اور یہ واضح بیان نہیں ہوا تھا کہ تیمّم کس طرح کرنا ہے۔ (۸)

پھر امام طحاوی ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن سے ان کا یہ احتمال سچ ثابت ہوتا ہے ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ تفصیلی روایت بھی ہے جس میں ان کے یہ الفاظ ہیں فَمِنْهُمْ مَنْ تَيَمَّمَ إِلَى الْكَفِّ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَيَمَّمَ إِلَى الْمَنْكِبِ، وَبَعْضُهُمْ عَلَى جَسَدِهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ (۹) تو ان میں سے کسی نے ہتھیلی تک کسی نے مناکب تک اور بعض نے پورے جسم پر تیمّم کر لیا تو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آیت تیمّم نازل ہوئی۔

امام طحاوی فرماتے ہیں اس روایت سے ثابت ہوا کہ (مکمل) آیت تیمّم صحابہ کے تیمّم کرنے کے بعد نازل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تیمّم کے بارے دیگر صحابہ کی طرح مذکورہ (مناکب والی) روایت کے خلاف روایت کرتے ہیں۔

نتیجہ بحث:

اس بحث سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مناکب والی روایت کو نزول آیت تیمّم سے پہلے پر محمول کرتے ہیں اور چہرے اور ہتھیلیوں والی روایت کو آیت کے نزول کے بعد پر محمول کرتے ہیں اور واضح طور پر نسخ کا ذکر نہیں کرتے۔

البتہ نظر اور قیاس کرتے ہوئے جو استدلال کیا گیا ہے اس میں امام طحاوی اور امام شافعی کا نقطہ نظر ایک جیسا دکھائی دیتا ہے مثلاً امام شافعی نے بھی وضو میں جن اعضاء کو دھونے اور مسح کرنے کا ذکر کیا ہے امام طحاوی نے بھی ان کا ذکر کیا ہے پھر تیمّم میں کچھ اعضاء کو ساقط کر دیا تو دونوں کا استدلال کرنے کا انداز بھی ایک جیسا ہے کہ جب وضوء میں دھوئے اور مسح کئے جانے والے

اعضاء کو تیمّم میں ساقط کیا جارہاہے تو تیمّم میں وضوء سے زائد اعضاء کے مسح کا حکم کیسے دیا جاسکتا ہے لہٰذا قیاس میں بھی اس بات کی تاکید ہورہی ہے کہ تیمّم میں بازووں پر کہنیوں تک مسح کیا جائے مناکب تک نہیں۔

کلمات تشہد میں ترجیح:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تشہد میں پڑھے جانے والے کلمات کی مختلف روایات ملتی ہیں تشہد میں پائے جانے والے اختلاف کو امام شافعی رحمہ اللہ باب فی التشہد میں بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن مجید کی کوئی سورۃ سکھاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تشہد میں) پڑھا کرتے تھے۔ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ(۱۰)

امام شافعی کا تجزیہ:

امام شافعی فرماتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف الفاظ میں تشہد بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ان الفاظ کی مخالفت پائی جاتی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل مختلف الفاظ کے ساتھ تشہد بیان کرتے ہیں لیکن یہ سب ایک حوالے سے مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے متشابہ بھی ہیں اور سب کا ثبوت بھی موجود ہے لیکن اختلاف کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض اوقات کسی جماعت کو اور بعض اوقات انفرادی طور پر تشہد سکھاتے تھے تو صحابہ میں سے کسی نے ایک لفظ یاد رکھ لیا کسی نے دوسرا جو پہلے سے مختلف تھا لیکن معنی کے اعتبار سے سب کے ایک ہونے کی وجہ سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کی اجازت دے دی کیونکہ سب کا مقصد اور مدعیٰ ایک تھا۔

یعنی اللہ کی عظمت، اس کا ذکر، تشہد اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک کا پڑھنا۔ پھر امام شافعی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کو باقی پر ترجیح دیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ لِأَنَّهُ أَتَمُّهَا، وَأَنَّ فِيهِ زِيَادَةً عَلَى بَعْضِهَا؛الْمُبَارَكَات (۱۱) " کیونکہ یہ تشہد مکمل ہے اور اس میں باقی کی نسبت زیادہ الفاظ ہیں مثلاً المبارکات (زائد ہے) "

گویا امام شافعی رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ تشہد کو باقی بیان کردہ تشہد سے قابل ترجیح قرار دیتے ہیں اور اس کے دلائل بھی بیان کرتے ہیں کہ ان کا بیان کردہ تشہد مکمل ہے اور اس میں الفاظ زیادہ ہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کا تبصرہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ اس ضمن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ سے مروی تشہد بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں بعض اہل علم ان روایات پر مبنی تشہد کے قائل ہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تشہد منبر پر بیٹھ کر سب صحابہ کے سامنے بیان کیا۔ لہٰذا اگر صحابہ کو اختلاف ہوتا تو وہ اس پر اعتراض کرتے (۱۲)

اس کے مقابلے میں دوسرا گروہ اس بات کی مخالفت کرتے ہوئے یہ نقطہ نظر رکھتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ

تشہد متفق علیہ نہیں ہے کیونکہ اگر متفق علیہ ہوتا تو صحابہ ان سے الگ تشہد روایت نہ کرتے مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے جو تشہد مروی ہے وہ ان سے مختلف ہے (۱۳) پھر امام طحاوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد بیان کرتے ہیں اور مختلف اسانید سے ملنے والی روایات بیان کرتے ہیں۔ پھر ایسی روایات لاتے ہیں جو ابن مسعود کی تائید کرنے والی ہیں۔ پھر فرماتے ہیں یہ سب روایات تواتر سے مروی ہیں اور ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کی مخالفت پائی جا رہی ہے۔ لہٰذا ان کے متواتر ہونے اور ان کی مخالفت نہ ہونے اور سوائے عبداللہ بن عباس کی روایت کے زائد الفاظ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو باقی روایات پر ترجیح دی جائے گی اور ان کے مطابق تشہد کا حکم دیا جائے گا۔

جہاں تک امام شافعی رحمہ اللہ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کے اولیٰ ہونے کی بات ہے تو امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک اس روایت کے راویوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کے راوی زیادہ مستند ہیں اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ اتفاق کرتے ہیں۔ (۱۴)

حاصل کلام:

امام طحاوی رحمہ اللہ صرف الفاظ کے زیادہ ہونے کے باعث کسی روایت کو ترجیح دینے کے حق میں نہیں ہے کیونکہ اگر زیادتی الفاظ کو دیکھا جائے تو ابو زبیر (۱۵) اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما والی روایات میں بھی الفاظ زیادہ ہیں تو ان کو ترجیح دینی چاہئے لیکن ایسا نہیں ہے صرف الفاظ کی زیادتی یہاں ترجیح کا باعث نہ ہو گی بلکہ روایات کا متواتر ہونا اور رواۃ کا ثقہ ہونا زیادہ اہمیت کا حامل ہو گا۔

محرم کا نکاح کرنا:

محرم کے نکاح کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا وہ حالتِ احرام میں نکاح کر سکتا ہے یا نہیں امام شافعی رحمہ اللہ اس حوالے سے یہ نقطہ نظر رکھتے ہیں کہ محرم حالتِ احرام میں نکاح نہیں کر سکتا پہلے اس کے حق میں مروی آثار ذکر کرتے ہیں جن میں سے ایک روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا الْمُحْرِمُ لَايَنْكِحُ، وَلَا يَخْطُبُ (۱۶) "محرم نہ نکاح کرے اور نہ پیغام نکاح بھیجے۔" بعض الفاظ کی زیادتی کے ساتھ ایک اور روایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں ایک روایت حضرت میمونہ کے قرابتدار سے مروی ہے کہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ مَيْمُونَةَ مُحْرِمًا (۱۷) "بے شک نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح کیا۔"

یہ حدیث پہلی احادیث کے خلاف ہے جن میں حالتِ احرام میں نکاح سے منع فرمایا گیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت میمونہ کے ساتھ حالت احرام میں نکاح کرنے والی روایت پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اور وجہ ترجیح یہ بتاتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقدم الصحبۃ ہیں یعنی شروع سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصاحبت میں رہنے والے ہیں جس روایت میں حالتِ احرام میں نکاح کرنا بیان ہوا ہے اس کے راوی کی صحبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سفر کے بعد ہوئی

جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔

دوسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ ایسی روایت جس میں اتصال ہو اور شک کا اظہار نہ ہو وہ اپنی مقابل روایت سے اولی ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت قابل استیناد ہے کیونکہ اس میں اتصال پایا جاتا ہے اور شک بھی نہیں پایا جاتا۔ (۱۸)

اعتراض کا جواب :

امام شافعی رحمہ اللہ فان قیل سے ایک اعتراض اور اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جو روایت حالتِ احرام میں نکاح کے جواز پر پیش کی گئی ہے وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے قرابت دار کی روایت ہے جو نکاح کے بارے میں زیادہ معلومات رکھتے ہونگے۔ امام شافعی فرماتے ہیں یزید بن اصم (۱۹) حضرت میمونہ رضی اللہ عنھا کے بھتیجے ہیں جو قرابتداروں میں شامل ہیں اسی طرح سلیمان بن یسار بھی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے اولیاء میں شامل ہیں اور وہ بھی اس نکاح کے بارے معلومات رکھتے ہیں ان دونوں کی بیان کردہ روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حالتِ احرام میں نکاح نہیں ہوا للذا قرابتدار ہونے کی حیثیت سے نکاح محرم کے جواز والی حدیث قابل ترجیح نہیں ہے۔ (۲۰)

امام شافعی رحمہ اللہ اس کے بعد حتمی طور پر اپنا موقف بیان کرتے ہیں کہ کوئی بھی حالتِ احرام میں نکاح کرے یا کروائے تو اس کا نکاح فسخ سمجھا جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح محرم سے منع فرمایا ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر:

امام طحاوی رحمہ اللہ محرم کے نکاح کے حوالے سے یہ نقطہ نظر رکھتے ہیں محرم نکاح کر بھی سکتا ہے اور پیغام نکاح بھی بھیج سکتا ہے البتہ عمل زوجیت نہیں کر سکتا۔ اس پر دلیل کے طور پر حضرت ابن عباس کی روایت پیش کرتے ہیں کہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ (۲۱) "بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث کو حالت احرام میں زوجیت میں لیا۔" اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں سے حالتِ احرام میں شادی کی۔ (۲۲) اس کے بعد امام طحاوی ایسی روایات ذکر کرتے ہیں جن میں اس چیز کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس حالت میں نکاح فرمایا جب حالت احرام سے نکل چکے تھے۔ ان روایات کو ذکر کر کے ان کی اسانید پر بحث اور کلام کرتے ہیں۔ ان احادیث میں سے ایک حضرت ابو رافع (۲۳) سے مروی حدیث ہے جسے مطر الوراق (۲۴) نے روایت کیا ہے اور یہ ایسا آدمی ہے۔ جس کی حدیث سے مخالفین کے نزدیک بھی استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اسی سند کے ساتھ اس کے مخالف روایت کیا ہے اور امام مالک، مطر وراق سے زیادہ مستند اور ثقہ ہیں۔ دوسری حدیث جس میں محرم کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے امام طحاوی فرماتے ہیں یزید بن اصم سے مروی ہے اور یزید بن اصم کو عمرو بن دینار نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح ایک دلیل میمون بن مھران (۲۵) سے مروی حدیث ہے اور جعفر بن برقان (۲۶) ان سے منقطع حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جو روایات ہیں جن میں اس بات کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں نکاح کیا ان کے راوی صاحب علم ہیں اس کے علاوہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت احادیث کرنے والے ایسے لوگ ہیں جن

سے مروی روایات اور آراء سے فقہاء استدلال کرتے ہیں۔(۲۷)

مذکورہ وجوہ ترجیح کی بناء پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی روایات کو ترجیح دیتے ہوئے یہ حکم لگایا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ہونے والا نکاح حالت احرام میں تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پر تبصرہ :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت جس میں محرم کے نکاح کرنے، کروانے اور پیغام بھیجنے سے منع کیا گیا ہے پر بحث کرتے ہوئے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے راوی بھی عمرو بن دینار، جابر بن زید کے برابر درجہ اور مقام نہیں رکھتے کہ اس روایت کو حضرت عائشہ اور ابن عباس کی روایت کے مقابلہ میں ترجیح دی جائے۔(۲۸)

نظر طحاوی:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے بارے وارد روایات پر بحث کرنے کے بعد "فان النظر فی ذلک" کے تحت اپنا قیاس پیش کرتے ہیں کہ محرم کے لئے مباشرت کرنا حرام ہے اس لئے بعض نے عقد نکاح کو بھی حرام سمجھ لیا، جب کہ اگر غور کیا جائے تو محرم احرام سے نکلنے کے بعد مباشرت کر سکتا ہے۔ اسی طرح خوشبو خریدنے کی بھی اجازت ہے لیکن اسے احرام سے نکل کر استعمال کر سکتا ہے۔ ایسے ہی لباس خریدنے کی اجازت ہے البتہ پہننے کی اجازت نہیں ہے حالت احرام سے نکل کر ہی پہن سکتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ ان سب چیزوں کا منع ہونا ان کی عقد ملک سے منع نہیں کرتا۔ البتہ ہم دیکھتے ہیں کہ محرم شکار نہیں خرید سکتا اور عقد نکاح کو بھی اس پر محمول کر دیا گیا کہ عقد نکاح بھی شکار کو خریدنے کی طرح ناجائز ہے تو ہم نے مزید غور کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ اگر کوئی شخص احرام باندھنے لگا ہے اور اس کے ہاتھ میں شکار ہے تو ہم اس کو چھوڑنے کا حکم دیتے ہیں ایسے ہی اگر اس نے قمیض پہنی ہوئی ہے یا خوشبو پکڑی ہوئی ہے تو ہم اس سے یہ چیزیں دور کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کا حکم شکار جیسا نہیں کہ جیسے شکار کو چھوڑ دیا اسی طرح ان چیزوں کو بھی اپنی ملکیت سے نکال دے اور جس شخص کے پاس بیوی ہو اور وہ احرام باندھنے لگے تو ہم اسے بیوی کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیتے بلکہ اس کی حفاظت وصیانت کا حکم دیتے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ بیوی کا حکم لباس اور خوشبو کی مثل ہے شکار کی مثل نہیں۔ لہذا جیسے ہم لباس اور خوشبو خرید سکتے ہیں ایسے ہی نکاح کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں البتہ مباشرت کی پابندی ہے۔(۲۹)

حاصل بحث:

مذکورہ بحث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ امام شافعی اور طحاوی رحمہما اللہ اس مسئلہ میں اختلاف رائے رکھتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ ان روایات کو ترجیح دیتے ہیں جن میں نکاح محرم سے منع کیا گیا ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ ان روایات کو قابل ترجیح قرار دیتے ہیں جن میں حالت احرام میں عقد نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے اور قیاس کے ذریعے مزید تائید بھی کرتے ہیں۔

میت پر رونے سے میت کو عذاب ملنا:

اس حوالے سے مختلف روایات پائی جاتی ہیں کہ کیا میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے یا نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ "باب فی بکاء الحہ علی المیت" کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی

اللہ عنہ کی اس بات پر تبصرہ نقل کرتے ہیں کہ جب ابن عمر کا یہ قول ان کے سامنے بیان کیا گیا إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ (۳۰) "زندہ شخص کے رونے سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے۔" تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں یہ نہیں کہتی کہ ابن عمر نے جھوٹ بولا ہے بلکہ ان سے غلطی ہو گئی ہو گی یا وہ بھول گئے ہونگے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک مردہ یہودیہ کے پاس سے ہوا جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا "إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا، وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا" (۳۱) کہ بے شک یہ اس (یہودیہ کے مرنے) پر رو رہے ہیں حالانکہ اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔ اس کے بعد ایک اور روایت حضرت ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی میت پر رونے کی وجہ سے مردے کو عذاب ملنے والی روایت بیان کرتے ہیں اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور ان کا یہ نقطہ نظر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ (۳۲)

اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تبصرہ کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو محفوظ قرار دیتے ہوئے قابل ترجیح سمجھتے ہیں اور اس پر آیت قرآنی بطور استشہاد ذکر کرتے ہیں کہ فرمان الٰہی ہے {وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى} (۳۳) کوئی ایک دوسرے کا وزن نہیں اٹھائے گا اور {وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى} (۳۴) انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی {فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ} (۳۵) تو جس نے ذرہ برابر بھی بھلائی کی وہ اس کو پالے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی تو اس پالے گا اور فرمان الٰہی {لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى} (۳۶) تاکہ ہر نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

ان آیات کو بطور استشہاد ذکر کرنے کے بعد امام شافعی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والی راویہ عمرہ (۳۷) کے بارے میں فرماتے ہیں وہ ابن ابی ملیکہ (۳۸) سے یاد رکھنے کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہیں (۳۹) لہٰذا اس کو ترجیح دیتے ہوئے اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ میت کو اس کے اوپر رونے کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جائے گا۔

امام طحاوی کے مطابق میت پر رونے کا حکم:

امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں ملتا۔ بلکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ایسی روایات بھی لاتے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے میت پر رونے کا اپنا عمل موجود ہے مثلاً حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس لے گئے جن کا آخری وقت تھا نبی پاک ﷺ نے انہیں اپنی گود میں پکڑا اور ان کی روح پرواز کر گئی پھر آپ نے ان کو رکھ دیا اور رو پڑے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی رو رہے ہیں جب کہ آپ تو رونے سے منع کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں رونے سے منع نہیں کرتا بلکہ میں حماقت اور گناہ پر مبنی آوازیں نکالنے سے منع کرتا ہوں۔ (۴۰)

اس روایت میں رونے سے منع کرنے کا سبب بھی بیان فرما دیا گیا ہے کہ وہ رونا جو بین اور نوحہ کرتے ہوئے ہو وہ منع

ہے اور جن روایات میں میت پر رونے کے باعث میت کو عذاب دینے کا بیان ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب مرنے والا وصیت کر گیا ہو کہ میرے بعد اس طرح مجھ پر رویا جائے تو اس کو عذاب دیا جائے گا وہ بھی رونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے وصیت کرنے کی وجہ سے۔ گویا امام طحاوی ان روایات کے اختلاف کو تطبیق کے ذریعے ختم کرتے ہیں اور شافعی رحمہ اللہ ترجیح کے اصول کو استعمال کرتے ہوئے اس اختلاف کو دور کرتے ہیں۔

نتائج بحث:

مذکورہ بحث سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں

☆امام شافعی رحمہ اللہ روایات میں سے اس روایت کو ترجیح دینے کے قائل ہیں کہ جس میں اختلاف نہ پایا جاتا ہو جیسا کہ تیمّم کے بارے میں موجود روایات میں امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایات کو اس وجہ سے مرجوح قرار دیا کہ ان میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے۔ جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ حضرت عمار بن یاسر کی مناکب والی روایت کو آیت تیمّم کے نزول سے پہلے پر محمول کر کے اس اختلاف کو دور کرتے ہیں۔

☆امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی حدیث قابل ترجیح ہوتی ہے جو زیادہ جامع ہو اور اس کے الفاظ بھی زیادہ ہوں، جس کی مثال تشہد کے الفاظ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے جسے وہ جامع قرار دیتے ہوئے ترجیح دیتے ہیں جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک زیادہ ثقہ اور مستند راویوں والی روایت قابل ترجیح ہے اور اسے متواتر احادیث کی تائید بھی حاصل ہے۔

☆امام شافعی رحمہ اللہ کسی روایت کو اس وجہ سے ترجیح دیتے ہیں کہ اس کا راوی مقدم الصحبۃ ہے جبکہ دوسری روایت کا راوی وہ درجہ نہیں رکھتا جیسے محرم کے نکاح نہ کرنے کے حوالے سے مروی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ مقدم الصحبۃ ہیں جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات کو ترجیح دیتے ہوئے محرم کے نکاح کے جواز کا حکم لگاتے ہیں۔

☆امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قوت حافظہ رکھنے والا راوی قابل ترجیح ہے جیسا کہ میت پر رونے سے میت کو عذاب ملنے اور نہ ملنے کی روایات میں سے عمرہ بنت عبدالرحمان کو ابن ابی ملائکہ پر ترجیح دیتے دیتے ہیں جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ ان احادیث کے اختلاف تطبیق کے ذریعے دور کرتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1]۔ اِنَّ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ قَالَ: «فَتَیَمَّمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ إِلَی الْمَنَاکِبِ» (شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب التیمم، ص ۶۵)

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P65

؛ترمذی، "الجامع "ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی التیمم

Titmazi, Alsunan, Kitabutahara,

؛نسائی، "السنن "کتاب الطھارۃ، باب الاختلاف فی کیفیۃ التیمم

Nasai, Alsunan, Kitabutahara,

؛ابن ماجہ، "السنن "ابواب التیمم، باب ماجاء فی التیمم

Ibn Maja , Alsunan, Abwab taymum,

[2]۔ ان کا مکمل نام خراش بن الصمۃ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری الخزرجی السلمی ہے انہوں نے بدر اور احد میں شرکت کی اور بدر کے دن ان کے پاس دو گھوڑے تھے اور احد میں انہیں دس زخم لگے (اسد الغابہ فی معرفہ الصحابہ، لعلی بن ابی الکرم محمد بن محمد الجزری، عزالدین ابن الاثیر (المتوفی: ۶۳۰ھ)، دار الکتب العلمیہ، الطبعہ: الاولی، ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۴ م، 161/2) الطبقات الکبری، ابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰م 425/3

UsdulgabaFi marifat sahaba,Muhammad bin Muhammad aljizri, V2 P161

[3]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب التیمم، ص 65

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P65

؛بخاری، "الجامع الصحیح، "، کتاب التیمم، باب التیمم فی الحضر

Bukari, Aljami ul Sahih,

؛مسلم، "الجامع الصحیح، "کتاب الحیض، باب التیمم

Muslim , Aljim –u-Sahiah

؛ابوداؤد، "السنن"، کتاب الطھارۃ، باب التیمم

Abo dawood, Alsunan,

؛نسائی، "السنن "کتاب الطھارۃ، باب کیفیۃ التیمم

Nasai, sunan Kitab-u-tahara

[4]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب التیمم، ص 65

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P65

[5]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب التیمم، ص 65

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P65

؛بخاری، "الجامع الصحیح، "، کتاب التیمم، باب التیمم فی الحضر

Bukari, Aljami ul Sahih,

؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب الحیض، باب التیمم

Muslim,AljamihSahih,

[6]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب التیمم، ص 65

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P65

[7]۔ النساء 4: 43

AlQuran:4,43

[8]۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ التیمم کیف ھو، 1/ 111

Tahvi,Shara maniul asar,Kitab tahara,V1,P.111

[9]۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ التیمم کیف ھو، 1/ 111

Tahvi,Shara maniul asar,Kitab tahara,V1,P.111

[10]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی التشہد، ص 44

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P65

؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ

Muslim,AljamihSahih,

؛ابوداؤد، "السنن"، کتاب الصلاۃ، باب التشہد

Abodawood,Alsunan, Kitabul salah,

؛ابن ماجہ، "السنن"، ابواب اقامۃ الصلوت والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی التشہد

Ibn-Maja, Asunan Abwab

[11]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی التشہد، ص 44

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P44

[12]۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ، کیف ھو، 1/ 251

Tahvi,Shara maniul asar,Kitab tahara,V1,P.251

[13]۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ، کیف ھو، 267/1

Tahvi,Shara maniul asar,Kitab tahara,V1,P.267

؛بخاری، "الجامع الصحیح"، ابواب العمل فی الصلاۃ، باب من سمی قوما

Bukari, Aljami ul Sahih,

[14]۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ کیف ھو،

Tahvi,Shara maniul asar,Kitab tahara,

؛بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الاذان، باب التشہد فی الآخرۃ

Bukari, Aljami ul Sahih,

؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ

Muslim,AljamihSahih,

؛ابوداؤد، "السنن"، کتاب الصلاۃ، باب التشہد

Abodawood,Alsunan, Kitabul salah,

؛ابن ماجہ، "السنن"، ابواب اقامۃ الصلوت والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی التشہد

Ibn-Maja, Asunan Abwab

؛ترمذی، "الجامع"، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی التشہد

Tirmazi, Aljamih,

[15]۔ ان کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے آپ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے بہت سے لوگوں نے ان سے روایات بیان کی ہیں (الطبقات الکبری، ابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ-)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۰ھ- / ۱۹۹۰م 425/3، (30/6)

Altabqat-ul Kubra , Ibn saad, Publisher,Darul kutab ulmia,V3,P425

[16]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب نکاح المحرم، ص 145

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P145

؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم وکراہۃ خطبتہ

Muslim,AljamihSahih,

؛نسائی، "السنن"، کتاب النکاح، باب النہی عن نکاح المحرم

NIsai, sunan Kitab-u-tahara

؛ابوداود، "السنن"، کتاب المناسک، باب فی المحرم یتزوج

Abo dawood, Alsunan,

[17]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب نکاح المحرم، ص 145

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P145

؛بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب النکاح، باب تزویج المحرم

Bukari, Aljami ul Sahih,

؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم وکراہۃ خطبتہ

Muslim,AljamihSahih,

؛ترمذی، "الجامع"، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الرخصۃ فی ذلک

Tirmazi, Aljamih,

؛ابوداود، "السنن"، کتاب المناسک، باب فی المحرم یتزوج

Abo dawood, Alsunan,

؛نسائی، "السنن"، کتاب النکاح، باب الرخصۃ فی نکاح المحرم

Nasai, sunan Kitab-u-tahara

[۱۸]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب نکاح المحرم، ص 145

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P145

[۱۹]۔ ان کا نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے یزید بن عبد عمرو بن عدس بن معاویہ بن البکاء بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ، ابوعوف العامری، یہ ام المومنین میمونہ بنت حارث بھانجے ہیں انہوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایات بیان کی ہیں ان کا وصال ۱۰۳ یا ۱۰۴ھ میں ہوا (أسد الغابہ فی معرفہ الصحابہ لابوالحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی الجزری، عز الدین ابن الاثیر (المتوفی:۶۳۰ھ) دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۴م، ۵/۴۴۳)

Usdulgaba fi marifat sahaba,Muhammad bin Muhammad aljizri, V5, P443

[۲۰]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب نکاح المحرم، ص 145

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P145

[۲۱]۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب مناسک الحج، باب نکاح المحرم،

Tahavi,Shara maniul asar,Kitab tahara,

؛بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب النکاح، باب تزویج المحرم
؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم وکراہۃ خطبتہ

Muslim,AljamihSahih,

؛ترمذی، "الجامع"، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الرخصۃ فی ذلک

Tirmazi, Aljamih,

؛ابوداود، "السنن"، کتاب المناسک، باب فی المحرم یتزوج

Abo dawood, Alsunan,

؛نسائی، "السنن"، کتاب النکاح، باب الرخصة فی نکاح المحرم

Nasai, sunan Kitab-u-tahara

۲۲۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب مناسک الحج، باب نکاح المحرم،

Tahavi,Shara maniul asar,Kitab tahara,

۲۳۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ابن معین کے مطابق ان کا نام ابراہیم ہے ایک نام ھرمز بھی نقل کیا گیا ہے علی بن المدینی اور مصعب کے مطابق ان کا نام اسلم ہے اور ایک قول کے مطابق ان کا نام ثابت بھی ہے یہ قبطی تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ھبہ کر دیا انہوں نے ام فضل کے ساتھ مکہ میں قبول اسلام کیا مگر مسلمان ہونا ظاہر نہیں کیا احد اور خندق میں شرکت کی فتح مصر میں بھی شامل ہوئے اور ۴۰ھ کو وفات پائی (اسد الغابہ لابن الاثیر الجزری (156/1)

Jizri,V1,P156

۲۴۔ ان کا نام مطر بن طھمان الوراق ہے یہ اھل خراسان میں سے تھے حدیث کے حوالے سے ان میں ضعف پایا جاتا ہے (الطبقات الکبری، ابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰م 189/7)

Altabqat ul kubra, Ibn,saad, Publisher dar ul kutabul ilmia,V7 P,89

۲۵۔ ان کا نام **مَیْمُونُ بْنُ مِہْرَانَ** اور کنیت ابو ایوب ہے انہیں ثقہ اور کثیر الحدیث کہا جاتا ہے ان کا انتقال ۱۱۷ھ کو ہوا عہد عمر بن عبد العزیز میں خراج کے نگران تھے (الطبقات الکبری، ابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۰ ھ - ۱۹۹۰ م (332/7

Altabqat ul kubra, Ibn,saad, Publisher dar ul kutabul ilmia,V7 P,332

۲۶۔ جعفر بن برقان کلابی ثقہ اور صدوق میں شامل ہیں اور اپنے دور کے بڑے فقہاء میں شمار ہوتے ہیں البتہ حدیث میں کثیر الخطاء ہیں ان کا انتقال ۱۵۴ھ کو ابو جعفر کی خلافت کے دوران ہوا (الطبقات الکبری، ابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ م335/7)

Altabqat ul kubra, Ibn,saad, Publisher dar ul kutabul ilmia,V7 P,335

۲۷۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب مناسک الحج، باب نکاح المحرم

Tahavi,Shara maniul asar,Kitab tahara,

۲۸۔ ایضا

Ibid

۲۹۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب مناسک الحج، باب نکاح المحرم

Tahavi,Shara maniul asar,Kitab tahara,

[۳۰]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی بکاء الحہ علی المیت، ص 162

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P145

؛بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الجنائز، باب قول النبی یعذب المیت ببکاء اہلہ علیہ

Bukari, Aljami ul Sahih,

؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ

Muslim,AljamihSahih,

[۳۱]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی بکاء الحہ علی المیت، ص 163

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P163

[۳۲]۔ ایضاً

Ibid

[۳۳]۔ الانعام 6: 164

AlQuran:6,164

[۳۴]۔ نجم 53: 39

AlQuran,53,39

[۳۵]۔ الزلزلۃ 99: 8

AlQuran, :8,99

[۳۶]۔ طہ، 10: 15

AlQuran,15:10

[۳۷]۔ عمرہ بنت عبدالرحمان بن سعد بن زرارہ انصاریہ ہیں اور انہوں نے اکثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا یہ ثقہ ہیں ان کا انتقال ۱۰۰ ہجری سے قبل ہوا ایک قول کے مطابق اس کے بعد ہوا (تقریب التنذیب، ص ۷۵۰)

[۳۸]۔ ان کا نام عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہے یہ صحابی رسول ہیں ان کے بیٹے عبداللہ فقیہ تھے اور اپنے والد سے روایت کرتے تھے اِسد الغابہ لابن الاثیر الجزری (۵۲۷/۳)

Usdulgaba, Ibna aseer jizri,v3,P527

[۳۹]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی بکاء الحہ علی المیت، ص ۱۶۳

Shafi, Ikhtalaf ul Hadith,P163

[۴۰]۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الکراھیۃ، باب البکاء اعلی المیت، ۲/ ۲۹۳

Tahavi,Shara maniul asar,Kitab tahara,V2,P293

؛بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ انا بک لمحزونون

Bukari, Aljami ul Sahih,

؛مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب الفضائل، باب رحمۃ الصبیان والعیال وتواضعہ وفضل ذلک

Muslim,AljamihSahih,